www.pildat.org

بیک گراونڈ پیپر

پاکستان میں مفت اور لازمی تعلیم کا حق

آئین پاکستان کے آرٹیکل 25 A کا نفاذ

جون 2011

پلڈاٹ
پاکستان انسٹیٹیوٹ آف
لیجسلیٹو ڈویلپمینٹ
اینڈ ٹرانسپیرینسی

بیک گراؤنڈ پیپر

پاکستان میں مفت اور لازمی تعلیم کا حق

آئین پاکستان کے آرٹیکل 25 A کا نفاذ

جون 2011

پلڈاٹ
پاکستان انسٹیٹیوٹ آف
لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ
اینڈ ٹرانسپیرنسی

پلڈاٹ ایک ملکی، خودمختار، غیر جانبدار اور بلامنافع بنیادوں پر کام کرنے والا تحقیقی اور تربیتی ادارہ ہے جس کا مقصد پاکستان میں جمہوریت اور جمہوری اداروں کا استحکام ہے۔

پلڈاٹ، پاکستان کے ایکٹ برائے اندراجِ تنظیم 1860 کے تحت، ایک بلامنافع کام کرنے والے ادارے کے طور پر اندراج شدہ ہے۔

کاپی رائٹ پاکستان انسٹیٹیوٹ آف لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ اینڈ ٹرانسپرنسی ۔پلڈاٹ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

پاکستان میں طباعت کردہ
اشاعت:۔مئی 2011

آئی ایس بی این 978-969-558-209-1

اس اشاعت کا کوئی بھی حصہ، پلڈاٹ کے واضح حوالے کے ساتھ، استعمال کیا جاسکتا ہے۔

تعاون

United Nations
Educational, Scientific and
Cultural Organization

ناشر

پلڈاٹ
پاکستان انسٹیٹیوٹ آف
لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ
اینڈ ٹرانسپرینسی

ہیڈ آفس: نمبر 7، 9th ایونیو، F-8/1 اسلام آباد، پاکستان
لاہور آفس: 45۔اے سیکٹر 20 سیکنڈ فلور فیز III کمرشل ایریا، ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی، لاہور
ٹیلیفون: 111-123-345 (+92-51) فیکس: 226-3078 (+92-51)
E-mail: info@pildt.org; Web: www.pildat.org

مندرجات

پیش لفظ
تعلیم اور ترقی
پاکستان میں بنیادی تعلیم کی حیثیت 07
مفت تعلیم کے حق سے متعلق عالمی کنونشن 07
آرٹیکل 25A کا نفاذ: مستقبل کے لیے ضروری اقدامات 07
- قانون سازی 09
- مزید مالی وسائل کی فراہمی 09
- مراعات 09
- اہم زاویے 09
- ترغیبی مہم 09
ریاست کا کردار۔ وفاقی و صوبائی حکومتوں کی ذمہ داریاں 10
وفاقی حکومت کی ذمہ داریاں 10
- خصوصی مالی امداد 10
- نگرانی اور ہم آہنگی پیدا کرنا 10
- سازگار ماحول 11
صوبائی حکومتوں کا کردار 11
- قانون سازی 11
- تعلیمی بجٹ 11
- رسائی کا پھیلاو 11
- داخلہ مہم 11
- مراعات 12
مستقبل کا لائحہ عمل ۔ تجاویز 12

پیش لفظ

18ویں آئینی ترمیم کی منظوری اور کنکرنٹ لسٹ کے خاتمے کے بعد تعلیم صوبائی معاملہ بن چکا ہے۔ایک اور اہم اور مثبت تبدیلی آئین پاکستان میں آرٹیکل A 25 کی شمولیت ہے جس میں پاکستان میں 5 سے 16 سال کے عمر کے تمام بچوں کے لیے لازمی اور مفت تعلیم کے حق کی ضمانت دی گئی ہے۔ یہ مفت اور لازمی تعلیم فراہم کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے جس میں وفاقی اور صوبائی حکومتیں دونوں آتی ہیں۔

تعلیم کو صوبائی معاملہ قرار دینے کے بعد کیا آرٹیکل A 25 کا نفاذ یقینی بنانا صرف صوبائی حکومتوں کی ذمہ داری ہوگی یا وفاقی حکومت بھی بچوں کو تعلیم کا آئینی حق دینے کی ذمہ داری میں مکمل یا جزوی طور پر شامل ہوگی؟ اس آرٹیکل (A 25) پر عمل درآمد اور مفت اور لازمی تعلیم کے نفاذ کے لیے صوبائی اسمبلیوں میں مزید قانون سازی کی ضرورت ہے۔اس اور اس جیسے دیگر کئی سوالات کو زیر بحث لانے کی ضرورت ہے تا کہ ان کے واضح جوابات تلاش کیے جاسکیں۔

حکومت پاکستان نے تعلیم اور خاص طور پر تعلیم سب کے لیے (EFA) کو اپنی اولین ترجیح قرار دیا ہے۔پاکستان کئی عالمی معاہدوں پر دستخط کر چکا ہے جیسے ملینیم ڈویلپمنٹ گولز(MDGs)، جن پر عالمی رہنماؤں نے 2000ء میں دستخط کیے، اور Framework of Action for Education For All by 2015، جس میں تمام بچوں کے لیے مفت اور لازمی پرائمری تعلیم شامل ہے۔

اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ لاکھوں بچے سکول نہیں جا رہے اور مستقبل میں آرٹیکل A 25 پر عملدرآمد ایک اہم چیلنج ہوگا، صوبائی حکومتوں کی استعداد کار اور وفاقی حکومت کے ممکنہ امدادی کردار کو تمام اسٹیک ہولڈرز کے ساتھ زیر بحث لانا ہوگا۔اسی تناظر میں ان تمام امور کا خصوصی طور پر جائزہ لینے کے لیے یہ بیک گراونڈ پیپر تیار کیا گیا ہے۔ یہ پیپر پلڈاٹ اور یونیسکو نے مشترکہ طور پر تیار کیا ہے۔

اظہار تشکر

پلڈاٹ اس پیپر کی تیاری میں مدد اور تعاون پر یونیسکو اسلام آباد کی مشکور ہے۔

اعلان تعلق

اس پیپر میں پیش کیا گیا مواد اور تجزیہ یونیسکو اسلام آباد کی جانب فراہم کیا گیا ہے۔

اسلام آباد

جون 2011

تعلیم اور ترقی

موجودہ ٹیکنالوجی کے دور میں قوموں کی ترقی ان کے شہریوں کی تعلیم اور تربیت یافتہ افرادی قوت سے منسلک ہے۔تعلیم نہ صرف ہنر کونکھارتی اور بچوں کی شخصیت کو بچپن سے ہی سنواتی ہے بلکہ یہ ان کو ذمہ دار اور مفید شہری بننے میں معاون ہوتی ہے۔تعلیم قوموں کا سماجی انصاف نظام کا قائم کرنے اور جمہوری اداروں کو مستحکم کرنے میں مدد دیتی ہے اور نئی نسل میں امن ، بھائی چارے، برداشت اور باہمی احترام کی روایات کو فروغ دیتی ہے۔تعلیم تمام بنی نوع انسان کا بنیادی حق ہے اور پائیدار سماجی ومعاشی ترقی کا واحد راستہ ہے۔اگر کسی معاشرے میں آبادی کی بڑی شرح ناخواندہ اور بچوں کی سکول جانے کی تعداد کم ہوتو وہاں کبھی ترقی کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکتا۔ناخواندگی اور بچوں کے پرائمری سکول جانے کی شرح ہیومن ڈیولپمنٹ انڈکس (HDI) کے دو اہم عشاریے ہیں جو عالمی سطح پر مختلف ممالک میں سالانہ بنیادوں پر انسانی ترقی کی شرح ناپنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔تعلیم شخصی آزادی کو فروغ دیتی اور عوام کو بااختیار بناتی ہے اور محروم طبقوں کی سماجی اور معاشی بہتری کا موثر ترین ذریعہ ہے۔

پاکستان میں بنیادی تعلیم کی حیثیت

پاکستان میں ابھی تک سب بچے سکول داخل نہیں ہوسکے۔داخلہ کی کم شرح اور تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کی وجہ سے سکول نہ جانے والے بچوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے اور ملک میں ناخواندہ افراد کی تعداد 1951 میں 20 ملین سے بڑھ کر 1998 میں 50 ملین تک گئی ہے۔ایک اندازے کے مطابق اس وقت پاکستان میں دس سال کی عمر کے 55 ملین افراد لکھ پڑھ نہیں سکتے اور 9-5 سال کی عمر کے 7 ملین بچے سکول نہیں جارہے۔دیہی علاقوں میں 52% لڑکیاں سکول میں داخل نہیں ہوتی اور 67% خواتین ناخواندہ ہیں (PSLM Survey 2008-09)۔کم تعلیم نے پاکستان معاشرے کے ہر شعبہ زندگی پر منفی اثرات مرتب کیے ہیں اور ترقیاتی عمل، معاشی ترقی، سماجی ہمواری اور سیاسی استحکام کو متاثر کیا ہے۔کم شرح خواندگی اور پرائمری تعلیم کی وجہ سے پاکستان گزشتہ 20 سال سے ہیومن ڈیویلپمنٹ انڈکس (HDI) میں 125 درجے سے بھی نیچے ہے۔

مفت تعلیم کے حق سے متعلق عالمی کنونشنز

مفت اور لازمی پرائمری تعلیم تمام انسانوں کے لیے بنیادی حق قرار دیا گیا ہے۔1948 کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں تمام اقوام کی جانب سے انسانی حقوق کا عالمی ڈیکلریشن منظور کیا گیا جس میں اس حق کو مندرجہ ذیل الفاظ میں تسلیم لیا گیا۔

سب کو تعلیم کو حق حاصل ہے۔تعلیم کم از کم پرائمری یا بنیادی مرحلے تک مفت ہوگی۔پرائمری تعلیم لازمی ہوگی۔

(Article 26 (1), United Nations Universal Declaration of Human Rights, 1948)

اوپر بیان کی گئی شق سے واضح ہوتا ہے کہ تعلیم بنیادی انسانی حق ہے اور دیگر تمام انسانی حقوق کی ادائیگی کے لیے ضروری ہے۔جنرل اسمبلی نے 20 نومبر 1989 کو بچوں کے حقوق کا کنونشن منظور کیا جس میں اس حق کو مندرجہ ذیل آرٹیکل میں تسلیم کیا گیا۔

1۔ ریاستوں نے بچے کی تعلیم کا حق تسلیم کیا ہے اور اس کے حصول اور برابری کی بنیاد پر مواقع کی فراہمی کے لیے وہ خصوصی طور پر

الف۔ پرائمری تعلیم کو لازمی اور سب کے لیے مفت فراہمی بنائیں۔

ب۔ مختلف اقسام کی سیکنڈری تعلیم کی ترقی جیسے عام تعلیم اور ووکیشنل تعلیم کی حوصلہ افزائی کریں سب بچوں کی اس تک رسائی ہونی چاہیے اور مفت تعلیم یا بوقت ضرورت مالی مدد جیسے اقدامات کیے جانے چاہیں۔

(Article 28, Convention on the Rights of the Child-1989)

اپریل 2000 میں 164 ممالک سے 1,100 شرکاء ورلڈ ایجوکیشن فورم کے لیے ڈاکار، سینگال میں اکٹھے ہوئے اور سب کے لیے تعلیم کی فراہمی کا متفقہ عزم ظاہر کیا۔ 164 ممالک کے وزراء اور سرکاری حکام سمیت تمام شرکاء نے ڈاکار فریم ورک آف ایکشن 2000 منظور کیا جس میں 2015 تک چھ مقاصد کے حصول کا ہدف مقرر کیا گیا۔ ڈاکار فریم ورک آف ایکشن کا ایک اہم ہدف تمام بچوں کے لیے مفت پرائمری تعلیم کی فراہمی ہے جو درج ذیل ہے۔

ii) 2015 تک تمام بچوں خاص طور پر لڑکیوں، مشکل حالات میں رہنے والے بچوں اور لسانی اقلیتوں کی اچھے معیار کی لازمی اور مفت تعلیم تک رسائی یقینی بنانا۔

(Article 7, Goal No 2, Dakar Framework of Action)

ستمبر 2000 میں عالمی رہنماوں نے اقوام متحدہ کا ملینیم ڈیکلریشن منظور کیا جس میں 8 ملینیم ڈیولپمنٹ گولز (MDG) شامل تھے۔ گول نمبر 2 کے مطابق 2015 تک تمام بچے اچھے معیار کی مفت پرائمری تعلیم مکمل کریں۔ گول نمبر 2 کچھ اس طرح ہے۔

" 2015 تک ہر جگہ بچے، لڑکے اور لڑکیاں دونوں، پرائمری تعلیم کا پورا کورس مکمل کرنے کے قابل ہوں گے"۔

یہ تمام عالمی معاہدے ظاہر کرتے ہیں کہ بین الاقوامی برادری اور اقوام عالم معاشرے اور افراد کے لیے تعلیم کی اہمیت کا ادارک کرتی ہیں اور مفت پرائمری تعلیم کے حق کو تسلیم کرتی ہیں۔

مفت تعلیم کے حق سے متعلق بین الاقوامی کنونشن

پاکستان کا آئین 1973 میں منظور ہوا جس میں ریاست کی طرف سے ناخواندگی کے خاتمے اور سیکنڈری سطح تک مفت تعلیم کا عزم ظاہر کیا گیا۔ پالیسی کے اصولوں کے باب میں یہ عزم مندرجہ ذیل الفاظ میں درج کیا گیا۔

ریاست

ناخواندگی ختم کرے گی اور کم سے کم ممکنہ وقت میں سیکنڈری سطح تک لازمی اور مفت تعلیم فراہم کرے گی۔

(آئین پاکستان۔ باب نمبر 2۔ آرٹیکل 37 ب)

پالیسی کے اصولوں کے باب میں یہ شامل اس آرٹیکل پر عمل درآمد نسبتا سست رفتار رہا جس کے نتیجے میں خواندگی کی شرح کم رہی اور لاکھوں بچے مفت تعلیم کے اپنے بنیادی حق سے محروم رہے۔ مفت تعلیم کو آئینی حق تسلیم کرنے اور سب بچوں کو مفت اور لازمی تعلیم کی فراہمی ریاست کی ذمہ داری کی شق منظور کرنے پر پارلیمنٹ تعریف کے قابل ہے۔ 18 ویں آئینی ترمیم میں مندرجہ ذیل آرٹیکل آئین کے باب ایک میں شامل کیا گیا جس کا عنوان بنیادی حقوق ہے۔ یہ بنیادی حقوق آئین پاکستان میں تمام شہریوں کے لیے یقینی بنائے گئے ہیں۔ یہ آرٹیکل کچھ یوں ہے۔

ریاست پانچ سے سولہ سال کے عمر کے تمام بچوں کو قانون کے مطابق مفت اور لازمی تعلیم مہیا کرے گی۔

(آرٹیکل 25 الف، باب ایک، بنیادی حقوق)

اگرچہ وفاقی وصوبائی حکومتوں نے 2004 سے سرکاری سکولوں میں داخل ہونے والے بچوں کی فیس کی معافی اور درسی کتب کی مفت فراہمی سے تعلیمی اخراجات کم کرنے کا عمل شروع کیا ہے آئین میں آرٹیکل 25 A کی شمولیت ایک تاریخی قدم ہے۔ اس نئی آئینی شق نے پرائمری تعلیم کے مکمل مفت اور لازمی ہونے اور تمام بچوں کو سکول میں لانے کی راہ ہموار کردی ہے۔

آرٹیکل 25 الف کا نفاذ۔ مستقبل کے لیے ضروری اقدامات

آرٹیکل 25 الف کی منظوری اور کاغذوں پر مفت اور لازمی تعلیم کو بنیادی حق قرار دینا کافی نہیں۔ حالیہ سروے اور تخمینوں کے مطابق 10 سال سے زائد عمر کے 55 ملین سے زیادہ بچے پڑھ لکھ نہیں سکتے۔ ناخواندہ افراد کی تعداد ہر گزرتے سال کے ساتھ کیوں بڑھی ہے؟ کیونکہ پاکستان میں تعلیمی نظام تمام سکول جانے کی عمر کے بچوں کو مفت تعلیم کی سہولت فراہم کرنے میں ناکام رہا ہے۔ جس کے نتیجے میں سکول نہ جانے والے بچے بالغ ناخواندہ بن چکے ہیں۔ اب فیسوں کی معافی اور مفت درستی کتب کی فراہمی کے باوجود سات ملین سے زائد بچے سکول نہیں جا رہے۔ 1998 کی مردم شماری کی بنیاد پر یہ آسانی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ 10 سے 24 سال کے قریباً 15 ملین نوجوان پاکستانی ناخواندہ ہیں۔ ان تمام چونکا دینے والے اعداد وشمار سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک تمام بچوں کو مکمل مفت تعلیم فراہم کرنے کے لیے ٹھوس اقدامات نہیں کیے جاتے بہت سے دیگر ترقی پذیر ممالک کی طرح پاکستان کے بچے بھی تعلیم کے بنیادی حق سے محروم ہوتے رہیں گے۔ آرٹیکل A 25 کے نفاذ کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات کرنا ضروری ہیں۔

i۔ قانون سازی: لازمی اور مفت تعلیم کی فراہمی کے لیے طریقہ کار اور رولز کی مزید وضاحت کے لیے مزید قانون سازی کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ آرٹیکل A 25 کے آخر میں درج ہے۔ "اس طریقے سے جیسا قانون میں درج ہے"۔ یہ قانون ابھی تیار ہونا اور اسمبلیوں سے منظور ہونا باقی ہے۔

ii۔ اضافی مالی وسائل کی فراہمی: پاکستان میں تعلیم کے پھیلاو میں ایک بڑی رکاوٹ ناکافی بجٹ ہے۔ اوسطاً پاکستان اپنی جی ڈی پی کا 2% فیصد تعلیم پر خرچ کرتا ہے جبکہ اس وقت جو کمی ہے اس کو پورا کرنے کے لیے بجٹ دوگنا کیا جانا ضروری ہے۔ 2009 میں قومی تعلیمی پالیسی میں تعلیمی بجٹ کو جی ڈی پی کے 7% تک لے جانے کا عزم کیا گیا تھا۔ کیا ہم توقع کر سکتے ہیں کہ وفاقی وصوبائی حکومتیں آرٹیکل 25 A کے نفاذ کے لیے ضروری مالی وسائل فراہم کریں گی تاکہ تمام بچوں کو سکول لایا جا سکے۔ اس لیے تعلیمی بجٹ میں اضافے کے لیے خصوصی اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔ ورنہ صوبائی حکومتیں روایتی اور معمول کا طریقہ کار جاری رکھے رہیں گی۔ روایتی طریقہ کار جاری رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ پاکستان کو مکمل پرائمری تعلیم کے حصول کے لیے مزید 30 سال تک انتظار کرنا پڑے گا۔ اس لیے سب پاکستانی بچوں کے لیے مفت تعلیم کی آئینی شق کے نفاذ کے لیے تعلیم کے لیے مناسب فنڈز کی فراہمی بنیادی چیز ہے۔

iii۔ مراعات: پاکستان میں قریباً 30% افراد غربت کی لکیر کے نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔ والدین غربت کے ہاتھوں کے مجبور ہو کر بچوں سے کام کراتے ہیں کبھی گھر میں یا خاندانی کاروبار میں یا پیسے کمانے کے لیے باہر۔ غریب خاندان بچوں کو سکول بھیجنے میں زیادہ دلچسپی نہیں رکھتے تاوقتیکہ ان کو سکول میں کسی قسم کی کوئی مراعات فراہم نہ کی جائیں۔ بہت سے مشاہدات اور پائلٹ پراجیکٹس سے پتا چلا ہے کہ خوراک، مفت یونیفارم یا وظیفہ کی فراہمی سے سکولوں میں بچوں کے داخلے میں اضافہ ہوا ہے۔

iv۔ اہم زاویے۔ 1948 کے انسانی حقوق کے عالمی ڈیکلریشن اور آرٹیکل A 25 لازمی پرائمری تعلیم مہیا کرنے سے متعلق ہیں۔ حکومت یا معاشرہ کوئی سزا یا مزاحمت اسی صورت کر سکتے ہیں جب تعلیم کو مکمل طور پر مفت بنا دیا جائے (جس میں والدین پر کوئی مالی بوجھ نہ ہو جیسے بہت سے ترقی یافتہ ممالک میں ہے) اور قیادت کی طرف سے سازگار ماحول پیدا کیا گیا ہو۔ اگرچہ صوبائی حکومتیں سزا کے حوالے سے قانون سازی کر سکتی ہیں لیکن یہ اسی صورت لاگو ہو سکتی ہے جب والدین کو مناسب مراعات پیش کیا جا سکیں۔

v۔ ترغیبی مہم: قانون سازی اور مراعات کی فراہمی کے بعد بھی عدم آگاہی، قدامت

پسندی اور والدین کی تعلیم کے فوائد سے لاعلمی جیسے عوامل بچوں کے سکول میں داخلے میں رکاوٹ بن سکتے ہیں۔ بعض پسماندہ علاقوں میں کچھ گروہ اپنے بچوں خصوصا لڑکیوں کو سکول بھیجنے میں ہچکچاہٹ محسوس کر سکتے ہیں۔ اس کے لیے ہمیں مقامی آبادیوں اور والدین کے لیے ترغیبی مہم شروع کرنی ہوگی تاکہ انہیں اپنے بچوں کو سکول بھیجنے پر راضی کیا جاسکے۔ سیاسی و مذہبی رہنما، سماجی کارکن، سول سوسائیٹی تنظیمیں اور پڑھے لکھے افراد کو اپنے علاقوں میں تمام بچوں کے سکولوں میں داخلے کی مہم میں شرکت کرنی چاہیے۔ اس سلسلے میں میڈیا اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔

عالمی پرائمری تعلیم اور پڑھے لکھے پاکستان کا خواب او پر دی گئی سٹریٹیجک حکمت علمی کے بغیر شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔

ریاست کا کردار۔ وفاقی و صوبائی حکومتوں کی ذمہ داریاں

آرٹیکل A 25 کے نفاذ کے لیے معاشرے کے تمام طبقات اور حکومت کو ہر سطح پر مل کر کام کرنا چاہیے۔ اس سیکشن کا مقصد کی مشترکہ ذمہ داری کی اہمیت کو اجاگر کرنا اور ملک کے تمام بچوں کے لیے مفت تعلیم کے مواقع کی فراہمی میں وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے کردار کو واضح کرنا ہے۔

وفاقی حکومت کی ذمہ داریاں

اگرچہ تعلیم کی ذمہ داری اب مکمل طور پر صوبوں کو تفویض ہو چکی ہے لیکن وفاقی حکومت ریاست کے حصے کے طور پر پوزیشن رکھتی ہے اور آئین میں موجود شہریوں کے حقوق کی تحفظ کی ذمہ داری سے بری الزمہ نہیں ہو سکتی۔ ریفرنس کے لیے آئین میں موجود ریاست کی تعریف درج ذیل ہے۔

اس حصے میں ریاست سے مراد وفاقی حکومت، مجلس وری (پارلیمنٹ)، صوبائی حکومت، صوبائی اسمبلی اور پاکستان میں مقامی یا دیگر کوئی ایسی اتھارٹی جسے ٹیکس کے نفاذ یا وصولی کا اختیار ہو۔

(آرٹیکل 7، پارٹ II، بنیادی حقوق اور پالیسی کے اصول)

چونکہ اب 5 سے 16 سال کی عمر کے تمام بچوں کو لازمی اور مفت تعلیم کی فراہمی بنیادی حق ہے جس کی آئین میں ضمانت دی گئی ہے جبکہ وفاقی حکومت تعریف کی رو سے ریاست کا حصہ ہے اس لیے وفاقی حکومت کو ملک کے تمام بچوں کو اس کی حق فراہمی میں لازمی سہولت فراہم کرنی ہوگی۔ دوسرے الفاظ میں مفت تعلیم کے آئینی حق کی فراہمی میں وفاقی حکومت کی ذمہ داری صرف وفاقی دارالحکومت یا فاٹا تک محدود نہیں۔ دوسرے یہ نوٹ کرنا بھی اہم ہے کہ مفت تعلیم کا آئینی حق قومی اسمبلی اور سینیٹ نے منظور کیا ہے جبکہ اس پر عمل درآمد کی ذمہ داری صرف صوبوں پر ڈال دی گئی ہے جس میں بھاری معاشی بوجھ شامل ہے۔ آرٹیکل A 25 کی شمولیت وفاقی حکومت نے کی ہے اس لیے اسے اپنی آئینی ذمہ داریاں پوری کرنے کے لیے مندرجہ ذیل طریقوں سے آگے آنا چاہیے۔

i۔ **خصوصی مالی مدد:** صوبوں اور علاقوں کو خواندگی کی شرح اور سکول نہ جانے والوں بچوں کی تعداد سے منسلک کر کے دی جانی چاہیے۔

ii۔ **نگرانی اور ہم آہنگی:** وفاقی حکومت کو آرٹیکل A 25 کے نفاذ کی نگرانی کے لیے طریقہ کار تشکیل دینا چاہیے۔ یہ سروے، سٹڈیز اور مختلف صوبوں یا علاقوں میں آرٹیکل A 25 کے نفاذ کی صورتحال پر سالانہ رپورٹیں مرتب کر کے کیا جاسکتا ہے۔ ایسی سٹڈیز یا پروگرس رپورٹیں قومی اسمبلی اور سینیٹ میں پیش کی جانی چاہیں اور اکنامک سروے اور وفاقی حکومت کی دیگر مخصوص مدت کی رپورٹوں میں شامل کیا جانا چاہیے۔

دوسرا اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ مختلف صوبوں میں مفت اور لازمی تعلیم کی روایت اور طریقہ کار جس میں بچوں اور والدین کو دی جانے والی مراعات شامل ہیں یکساں یا کم

ازکم معیار کے مطابق ہوں۔اس مقصد کی تکمیل کے لیے تجربات کے تبادلے، باہمی رابطوں کے اجلاس اور یا ان امور کو مشترکہ مفادات کونسل میں اٹھانے پر غور کیا جانا چاہیے۔

iii۔ سازگار ماحول: وفاقی حکومت، قومی اسمبلی اور سینیٹ کو عمدہ اور موثر مہم یا داخلہ مہم کے ذریعے سازگار ماحول تشکیل دینا چاہیے تاکہ والدین بچوں کو سکول بھیجنے پر تیار ہوں۔سرکاری ٹیلی ویژن یا دیگر الیکٹرانک میڈیا کو موثر پیغامات چلانے کی ہدایت کی جانی چاہیے۔سیاسی جماعتوں اور قومی اسمبلی و سینیٹ کے ممبران کو مہم کی قیادت کرنی چاہیے۔

ماضی میں بھی وفاقی حکومت نے بعض نظر انداز شعبوں جیسے بہبود آبادی، ماحولیات اور تعلیم کے شعبے میں اصلاحات (ESR) وغیرہ میں امدادی کردار ادا کیا ہے۔بہت سے ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک میں وفاقی حکومت تمام بچوں کو مفت تعلیم کی فراہمی میں مکمل یا عارضی طور پر تعاون فراہم کر چکی ہیں۔سبسڈی یا خصوصی گرانٹ ریاستوں یا صوبائی حکومتوں کو فراہم کی گئی ہیں۔

صوبائی حکومتوں کا کردار

1973 سے فنانسنگ، منصوبہ بندی اور سکول میں تعلیم کا انتظام صوبائی حکومتوں کی ذمہ داری ہے۔وفاقی حکومت صرف نصاب اور معیار کی ذمہ دار تھی جو کہ اب صوبوں کو تفویض ہو چکا ہے۔اس لیے مفت تعلیم کی فراہمی اور علاقے کے تمام بچوں کو سکول لانے کی اہم ذمہ داری صوبوں کی ہے۔صوبے سکول کی تعلیم کی نئی اور زیادہ ذمہ داری مندرجہ ذیل طریقے سے سرانجام دے سکتے ہیں۔

i۔ قانون سازی: آرٹیکل 25 A میں ایک قانون کا ذکر ہے جو اس آئینی شق پر عمل درآمد کا طریقہ کار تفصیلاً بیان کرے گا۔18ویں آئینی ترمیم کے بعد سکولوں کی تعلیم صوبوں کو منتقل ہو چکی ہے اس لیے قومی اسمبلی اور سینیٹ پرائمری، ایلمنٹری یا سیکنڈری تعلیم پر قانون سازی نہیں کر سکتے۔جب تک کوئی قانون ایکٹ یا بل کی شکل میں صوبائی اسمبلی میں پیش اور پاس نہ کیا جائے صوبائی سطح پر آرٹیکل 25 A کا نفاذ آگے نہیں بڑھ سکتا۔دوسرے الفاظ میں یہ آرٹیکل 25 A کا نفاذ کی طرف پہلا قدم ہے۔قانون پاس ہونے کے بعد متعلقہ تعلیم کے محکمے رولز مرتب کریں گے جس میں تمام بچوں کو مفت اور لازمی پرائمری تعلیم کی فراہمی کا تفصیلی طریقہ کار طے کیا جائے گا۔

ii۔ تعلیمی بجٹ: صوبوں کو اب این ایف سی ایوارڈ کے ذریعے اضافی فنڈز مہیا کیے جائیں گے اور وہ مختلف ٹیکسوں کے ذریعے خود اپنا ریونیو حاصل کر سکیں گے۔صوبے خود اپنا بجٹ مرتب اور منظور کریں گے۔صوبائی حکومتوں اور صوبائی اسمبلیوں کو اب تعلیم پر زیادہ خرچ کرنا چاہیے۔نئے مالی سال کے بجٹ (01 جولائی 2011 تا 30 جون 2012) میں صوبائی تعلیمی بجٹ کی شرح میں اضافہ آرٹیکل 25 A کے نفاذ کے عزم کو ظاہر کرے گا۔پرائمری تعلیم کی رسائی کے پھیلاؤ اور سکولوں کے معیار میں بہتری کے لیے اضافی فنڈز کی فراہمی ضروری ہے۔

iii۔ رسائی کا پھیلاؤ: بہت سے کم ترقی یافتہ اضلاع یا علاقوں میں سکول دور دور واقع ہیں اور بہت سے والدین اپنے بچوں خصوصاً لڑکیوں کو گھر سے زیادہ دور سکولوں میں بھیجنے کو تیار نہیں۔دوری بچوں کے داخلے اور ان کی سکول میں حاضری پر منفی اثرات مرتب کرتی ہے۔اس لیے کچھ علاقوں میں صوبوں کو مزید سکول قائم کرنے ہوں گے۔دوسرا یہ کہ قریباً 60% فیصد سرکاری پرائمری سکولوں میں چھ جماعتوں (پانچ جمع کچی جماعت) کے لیے صرف دو کمرے ہیں۔کئی شہری علاقوں کے سکول گنجائش سے زیادہ بھرے ہیں اور سکولوں سے باہر موجود بچوں کے لیے مزید کمرے تعمیر کرنے کی ضرورت ہوگی جو متوقع طور پر آرٹیکل 25 A کے نفاذ کے بعد سکولوں میں داخل ہوں گے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ صوبائی حکومتوں کو موجودہ داخلے کی شرح کو 57% (2008-09) سے اگلے چند سال میں بڑھا کر 100% کرنے کے لیے اضافی وسائل کی ضرورت ہوگی۔

iv۔ داخلہ مہم: آرٹیکل 25 الف کے صحیح نفاذ اور 5 سے 16 کی عمر کے بچوں کا سکول میں داخلہ یقینی بنانے کے لیے صوبائی حکومتوں کو مقامی اور ضلعی سطح پر داخلہ مہم شروع کرنی ہوگی۔ ایسی مہم کے بغیر بہت سے والدین بچوں کو سکول بھیجنے پر قائل نہیں ہوں گے جس سے مفت اور لازمی تعلیم کا مقصد حاصل نہیں ہو سکے گا۔

v۔ مراعات: صوبائی حکومتیں پسماندہ علاقوں کے بچوں خصوصاً لڑکیوں کو سکولوں کی طرف راغب کرنے کے لیے مالی نوعیت کی کچھ مراعات کا اعلان کر سکتی ہیں ان مراعات میں خشک راشن، دن کا کھانا، مفت یونیفارم اور حاضری اور پڑھائی سے منسلک وظیفہ شامل ہو سکتے ہیں۔

مستقبل کا لائحہ عمل۔ تجاویز

پارلیمنٹ کی طرف سے آرٹیکل A 25 کی منظوری اور 5 سے 16 کی عمر کے تمام بچوں کے لیے مفت اور لازمی پرائمری تعلیم کو بنیادی حق تسلیم کرنا تاریخی اقدام ہے جو پاکستان کے پڑھے لکھے معاشرے کی راہ ہموار کرے گا۔ تاہم اگر ملک کے تمام اسٹیک ہولڈرز کی جانب سے مناسب اقدامات نہ کیے گئے تو یہ اہم آئینی شق عدم توجہگی کا شکار ہو سکتی ہے جس سے سکولوں میں داخلے اور پاکستان کے تعلیمی منظرنامے پر کوئی مثبت اثرات مرتب نہ ہو سکے گے۔ اوپر کے پیراگرافوں میں کئی سٹرٹیجک اقدامات اور اسٹیک ہولڈرز کے کردار کی وضاحت کی گئی ہے۔ خلاصہ کے طور پر آرٹیکل A 25 پر عملدرآمد کے لیے مندرجہ ذیل سٹرٹیجک اقدامات تجویز کیے جا رہے ہیں۔

i۔ قانون سازی: صوبائی حکومتوں کی جانب سے آرٹیکل A 25 کے نفاذ کے لیے۔

ii۔ تعلیمی بجٹ دگنا کرنا: صوبائی حکومتوں کی جانب سے نئے چیلنج سے نمٹنے کے لیے۔

iii۔ خصوصی وفاقی گرانٹ: ناخواندگی کی شرح اور سکول سے باہر بچوں کی تعداد پر صوبوں اور خصوصاً کم ترقی یافتہ علاقوں کے لیے۔

iv۔ عوام کو متحرک کرنا: سیاسی قیادت اور وفاقی و صوبائی حکومتوں کی جانب سے تعلیمی ایمرجنسی کا اعلان تاکہ ہر بچے کو سکول لایا جا سکے۔

v۔ مفت تعلیم فنڈ: حکومت پاکستان کی جانب سے ایک بنیادی ایجوکیشن ٹرسٹ فنڈ قائم کیا جا سکتا ہے جس میں ڈونرز اور مقامی فیاض افراد اپنا حصہ ڈال سکتے ہیں۔ ان مالی وسائل کے حساب اور ان کے صحیح استعمال کی نگرانی کے لیے ایک شفاف اور مشترکہ طریقہ کار (تمام صوبوں اور علاقوں کی مناسب نمائندگی کے ساتھ) وضع کیا جا سکتا ہے۔ اس سے ڈونرز، بیرون ملک مقیم پاکستانی، مقامی فیاض افراد اور صنعت کاروں کا اعتماد بڑھے گا۔

vi۔ میڈیا اور سول سوسائٹی تنظیموں کا کردار: سول سوسائٹی تنظیموں اور میڈیا کو تعلیم سب کے لیے کو تحریک کی صورت میں لے کر آگے آنا چاہیے تاکہ آرٹیکل A 25 کو ایک قانونی شق سے حقیقت میں ڈھالا جائے اور ملک کے پسماندہ اور محروم طبقوں کو فائدہ پہنچ سکے۔

اوپر بیان کی گئی سطروں پر ہنگامی بنیادوں پر عمل کی ضرورت ہے۔ توقع ہے کہ تمام اسٹیک ہولڈر اس کے لیے اپنا کردار ادا کریں گے۔ اقوام متحدہ خصوصاً یونیسکو آرٹیکل A 25 کے نفاذ، پاکستان میں مفت اور لازمی تعلیم کے حق، کے لیے تمام سول سوسائٹی کی تنظیموں، میڈیا اور دیگر پارٹنرز کو مدد فراہم کرے گا۔

پلڈاٹ
پاکستان انسٹیٹیوٹ آف لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ اینڈ ٹرانسپیرینسی

ہیڈ آفس: نمبر 7، 9th ایونیو، F-8/1 اسلام آباد، پاکستان
لاہور آفس: 45-اے سیکٹر 20 سیکنڈ فلور فیز III کمرشل ایریا، ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی، لاہور
ٹیلیفون: (+92-51) 111-123-345 فیکس: (+92-51) 226-3078
E-mail: info@pildt.org; Web: www.pildat.org